بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ (فاطر: ۱۰)

(اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے)

فارسی

قصیدۂ مبارکہ در مدح

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمہ

مرشدِ طریقت

فقیہ الہند حضرت مفتی محمد مسعود شاہ علیہ الرحمہ

شاہی امام وخطیب مسجد فتحپوری دہلی

قصیدہ نگار

مولانا نور احمد تخت ہزاری علیہ الرحمہ

مرتبہ ومترجم

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری مجددی

امام ربّانی فاؤنڈیشن کراچی

اسلامی جمہوریۂ پاکستان

۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ (فاطر:۱۰)

(اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اُسے بلند کرتا ہے)

فارسی

قصیدۂ مبارکہ در مدح

حضرت سید امام علی شاہ و مکان شریفی

مرشد طریقت

فقیہ الہند حضرت مفتی محمد مسعود شاہ

شاہی امام و خطیب مسجد فتحپوری، دہلی

قصیدہ نگار

مولانا نور احمد تخت ہزاری

مرتبہ و مترجمہ

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری مجددی

امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ اقبال

☆

حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کے کتب خانے میں ''آیات القیومیہ'' کا قلمی نسخہ دیکھنے کی سعادت ملی جو کہ عارف کامل حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمۃ' اُن کے فرزند و جانشین حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمۃ اور اُن کے مشائخ وخلفاء کی سوانح کا ایک اہم مأخذ ہے...... یہ قلمی نسخہ فارسی میں ہے اور بڑے سائز کے ۴۱۹ر صفحات پر مشتمل ہے کچھ صفحات غائب ہیں کیونکہ اس قلمی نسخے کے مجموعی صفحات ۵۱۰ر تھے...... یہ کتاب ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء کی تصنیف ہے جسے حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مولانا احمد علی دھرم کوٹی علیہ الرحمۃ نے ۳۲ر برس تک اُن کی صحبت میں رہنے کے بعد قلم بند فرمایا......حضرت مسعود ملت ''ماہ و انجم'' کے صفحہ ۷ر پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''مولائے موصوف بقول خود حضرت امام علی شاہ کے دامن سے ۳۲ر سال وابستہ رہے یعنی ۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۴ء سے ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء تک ...... جب سوانح لکھنے والے نے صاحبِ سوانح کی صحبت میں ۳۲ر سال گذارے ہوں اور وہ عالم و عارف بھی ہو تو کوئی وجہ نہیں جو اس کی نگارشات کو مستند نہ سمجھا جائے''......

''آیات القیومیہ'' کی تحریر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف عالم و فاضل اور عارف کامل تھے، اُن کے ایک معاصر تذکرہ نگار میرزا محمد ظفر اللہ خان نے اپنی ایک تالیف میں اُن کو اِن القابات سے یاد کیا ہے:

> ''واقف معقول ومنقول، مبدع علم مانی' خسرو اقلیم خوش بیانی، آفتاب ہدایت، خورشید افادیت، مسند نشین، بزم سخنوری، رشک افزائے خاقانی والنوری''......
>
> (محمد ظفر اللہ خان، شجرۂ انساب پیران طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ (خاندان جناب سید امام علی شاہ) مطبوعہ مطبع آئینہ سکندری ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء ص۔۵، بحوالہ ماہ و انجم، ص۔۷)

حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ بھی آپ کی علمی فضیلت کے معترف اور مقامِ عرفان سے آگاہ تھے چنانچہ ۱۲۸۲ھ میں جو خلافت نامہ آپ کے نام تحریر فرمایا اس کے آغاز میں حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ کے نام اس طرح تحریر فرمایے:۔

> ''نمودہ می آید کہ ہرگاہ صفوت پناہ فضیلت دستگاہ حقائق و معارف آگاہ میر احمد علی حسینی مشہدی عاملہ اللہ تعالیٰ بلطفہ الخفی وکرمہ الجلی''......
>
> (سیدنا امام علی شاہ مکان شریفی، مکتوبات قطب ربانی (فارسی) مرتبہ سید محمد فضل نعیم) مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء، ص۔۱۲۳)

الغرض ''آیات القیومیہ'' حضرت سید امام علی شاہ اور آپ کے اسلاف واخلاف کے حالات پر ایک مستند ترین مأخذ ہے......اس میں مقدمہ کے علاوہ درج ذیل آٹھ ابواب ہیں......

۱......در بیان حکمت بعثت و ارسال انبیاء و رسل

۲......در بیان شرافت مقام ولایت و ذکر درجات

۳......در استدامت دولت و نعمت و ولایت تا قیام قیامت

۴......در بیان ارادت آوردن و بیعت کردن بہ مشائخ از زمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ یومنا ہذا

۵......در اثباتِ علم باطن

۶......در ذکر خواجگان نقشبندیہ مجددیہ من اولیا الیٰ آخرہا

۷......در ذکر آباؤ اجداد حضرت خواجہ، تاریخ ولادت

۸......در ذکر خلفاء کبار و اصحاب نامدار

اس کے علاوہ بعض مشائخ کا نعتیہ، مدحیہ اور غزلیہ کلام بھی شامل ہے۔

ابواب کی تفصیلات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب ''آیات القیومیہ'' ایک مبسوط کتاب ہے...... سر دست ہم اس میں شامل ایک قصیدہ مبارکہ اور اس کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو مولانا نور احمد تخت ہزاری علیہ الرحمۃ نے اپنے مرشد حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کی مدح میں تحریر کیا تھا، یہ قصیدہ ''آیات القیومیہ'' کے قلمی نسخے کے صفحہ ۳۷۴ر سے ۳۷۶ر تک پھیلا ہوا ہے جو کہ ۸۹ر اشعار پر مشتمل ہے...... قصیدے سے قبل حضرت سید امام علی شاہ اور مولانا نور احمد تخت ہزاری کے منتخب حالات بھی پیش کیے جا رہے ہیں جو کہ ''آیات القیومیہ'' ہی سے ماخوذ ہیں......

''آیات القیومیہ'' تقریباً ڈیڑھ سو برس قبل فارسی میں تحریر کی گئی اور اس میں اس وقت کی تمام خوبیاں جو اہل ادب میں مروج تھیں، جلوہ فگن ہیں، پابندیٔ قافیہ سے مسجع و مرصع عبارتیں اور قدیم فارسی کی ادبی چاشنی بدرجہ وافر موجود ہے ایسی عبارتوں اور اشعار کا ترجمہ محال ہے تاہم فقیر نے سہل انداز میں مفہوم کو اردو میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے......اس عظیم کام میں حضرت مسعود ملت مدظلہ کا علمی و روحانی فیضان برابر شامل حال رہا، مولائے کریم حضرت صاحب کا سایہ تادیر ہم بے علم و ہنر حضرات پر قائم رکھے...... مولائے کریم ہماری اس حقیری کوشش کو قبول فرمائے اور مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

(۱۰ر شوال المکرم ۱۴۲۴ھ)

احقر

اقبال احمد اختر القادری

کراچی

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

مجدد عصر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆☆

تاج العارفین مجدد وقت حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمتہ (م۱۲۸۲ھ /۱۸۶۶ء) سامرہ وراق کے خاندان سادات سے تھے جلیل القدر عالم وعارف، آپ کا روحانی اور علمی فیض دور ونزدیک جاری وساری تھا، مشرقی پنجاب (بھارت) کے شہر رتر چھتر میں مقیم تھے، یہ شہر آپ کے وجود مسعود کی برکت سے "مکان شریف" مشہور ہوا۔۔۔حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمتہ پنجاب کے خاندانی بزرگ حضرت شاہ حسین علیہ الرحمتہ (م۔۱۲۴۴ھ) سے بیت تھے اور وہ سندھ کے مشہور ومعروف بزرگ حضرت قاضی احمد دمائی علیہ الرحمتہ (۱۲۴۴ھ) سے بیت تھے اور حضرت قاضی احمد دمائی سندھ کے مشہور ومعروف بزرگ حضرت خواجہ محمد زمان شاہ علیہ الرحمتہ (م۔۱۱۸۸ھ) سے بیعت تھے۔۔۔ یہ فیض مجددی پنجاب سے ہوتا ہوا حرمین شریفن گیا، وہاں سے سندھ آیا۔ سندھ سے پھر پنجاب گیا، وہاں سے دہلی سے ہندوستان کے دیگر بلاد، پھر سندھ سے دیگر مما لک اور بلاد پہنچا۔۔

حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمتہ کے نامور خلفاء میں حضرت فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی (م۔۱۳۰۹ھ /۱۸۹۲ء) حضرت بابا امیر الدین (م۔۱۳۳۱ھ)، حضرت شیر محمد پیلی بھیتی، صاحبزادہ سید فرید الدین، مولوی محمد اعظم ٹونکی، سید بہار علی شاہ، میاں محمد جمال مظہر، مولانا احمد علی شاہ دھرم کوٹی، میاں شیر محمد خاں کابلی، مولوی محمد شریف بدخشانی، مولوی نور احمت تخت ہزراوی، میاں محمد زمان، میاں شرف دین خوشاب والا، سید نظام شاہ کشمیری وغیرہ، تقریباً ایک سو خلفاء تھے۔۔فقیر کے جد امجد شاہ محمد مسعود علیہ الرحمتہ کے خلیفہ حضرت شاہ رکن الدین الوری علیہ الرحمتہ (م۔۱۳۵۵ھ /۱۹۳۶ء) تھے جن کا فیض دور ونزدیک پھیلا۔۔

حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمتہ کے فرزند اکبر اور جانشین حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمتہ (م۔۱۳۱۷ھ /۱۸۹۹ء) ہوئے۔جن کیلئے حضرت سید امام علی شاہ نے دعا فرمائی تھی کہ

جو لوگ تمہارے دامن سے وابستہ ہوں وہ ہمیشہ مقبول ومسرور رہیں۔

فقیر کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمتہ (م۔۱۳۸۶ھ /۱۹۶۶ء) آپ کے دامن سے وابستہ تھے اور یہ فقیر حضرت والد ماجد کے دامن سے وابستہ ہے۔۔الحمد اللہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، انگلستان، امریکہ، ہالینڈ، کنیڈا، سعودی عرب، افغانستان واٹلی وغیرہ میں پھیلا ہوا ہے۔۔

حضرت شاہ رکن الدین الوری کے خلیفہ وجانشین حضرت شاہ محمود الوری علیہ الرحمتہ (م۔۱۴۰۷ھ /۱۹۸۶ء) اور صوفی اخلاق احمد علیہ الرحمتہ کا فیض پاک وہند میں خوب پھیلا، شاہ محمود الوری کے فرزند وجانشین صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر اور خلیفہ حضرت حکیم مشتاق احمد حیدری علیہ الرحمتہ (م۔۱۴۲۳ھ /۲۰۰۲ء) کا فیض بھی پاک وہند میں خوب پھیل رہا ہے۔صوفی اخلاق احمد علیہ الرحمتہ کے خلیفہ شیخ محمد عثمان علیہ الرحمتہ نے بھی سلسلہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ سعیدیہ کی خوب خدمت کی۔۔۔حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمتہ کے خلفاء بابا امیر الدین اور حضرت شیر محمد پھیلی بھیتی کا فیض بھی پاک وہند میں جاری وساری ہے۔اول الزکر کے خلیفہ حضرت شیر محمد شرقپوری (م۔۱۳۴۳ھ) کا سلسلہ بھی خوب پھیلا۔آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی چنانچہ آپ کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی حضرت غلام محمد شرقپوری نے مسند رشد وہدایت سنبھالی۔۔آپ کے دو صاحبزادگان میاں غلام محمد شرقپوری اور میاں جمیل احمد شرقپوری ہوئے، اول الذکر نے سلسلہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمت کرتے ہوئے حال ہے میں وصال فرمایا۔۔اس وقت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری اس سلسلے کو خوب پھیلا رہے ہیں۔حضرت شیر محمد پھیلی بھیتی کا سلسلہ بھی پاک وھند میں خوب پھیل رہا ہے۔پیش نظر قصیدہ مبارکہ اسی عارف کامل حضرت سید امام علی شاہ کی مدح میں ہے جن کا سلسلہ بیعت وارشاد سارے عالم میں پھیلا۔

فقیر کے علم میں یہ بات آئی کہ آیات القیومیہ (م۔۱۲۹۳ھ /۱۸۷۶ء) کا ایک قلمی نسخہ بھلیر شریف (پنجاب، پاکستان) میں صاجبزداہ سید محفوظ حسین شاہ صاحب کے کتب خانے میں موجود ہے، فقیر نے صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری زید عنایتہٗ کے خدمت میں عرض کیا، موصوف نے بڑی کوشش وجانفشانی سے اس ندر نسخے کا عکس نکلوا کر فقیر کو عنیات فرمایا۔۔یہ کتاب حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمتہ پر مستند ترین ماخذ ہے۔فقیر نے اس کی روشنی میں حضرت سید امام علی شاہ اور اپنے دادا مرشد سید صادق علی شاہ علیہ الرحمتہ کے حالات پر ایک "ماہ وانجم" (مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۸۳ء) مرتب کی تھ جو مولانا محمد اشرف مجددی کی عنیات سے شائع ہوئی۔

اب کئی سال بعد فقیر اس کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا تو یہ قصیدہ نظر سے گزرا جو ایک عارف کامل اور متجر عالم نے قلم بند کیا ہے، اس کو پڑھ کر دل پر بے حد اثر ہوا اور اسکے ردیف نے اور متاثر کیا، سوچا کہ اسکو الگ مرتب کر کے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے۔۔۔برادرم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری زید مجدہ، پر نظر پڑی جنھوں نے بہت ہی تھوڑے عرصے میں فارسی کی اچھی استعداد پیدا کر لی ہے۔فقیر تو اس کو حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت سید امام علی شاہ علیہما الرحمتہ کا فیض سمجھتا ہے۔۔ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری نے قلمی نسخے سے قصیدہ نقل کیا، یہ بھی اہم مرحلہ تھا۔۔۔پھر ترجمہ کیا۔۔اب یہ قصیدہ اردو ترجمہ، قصیدہ نگار ممدوح کے حالات کے ساتھ شائع ہو کر آپ کے سامنے ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بردارم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری نے بڑی محنت کی۔۔مولی تعالی اس محنت کا پورا پورا صلہ عطا فرمائے اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیض سے مستفیض فرمائے۔۔آمین۔

احقر

محمد مسعود احمد

۲/۱۷۔اے۔پی، ای سی ایچ سوسائٹی، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

۲۰ دسمبر ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی

(شیخ طریقت، فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی)

☆

آپ کی ولادت باسعادت مکان شریف (موضع اتر چھتر، ضلع گورداس پور، پنجاب، بھارت) میں ۱۲۱۱ھ(۱۷۹۶ء) میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار میر سید حیدر علی شاہ آپ کے بچپن میں انتقال کر گئے، چنانچہ آپ زیادہ عرصہ نانا نانی کے گھر رہے..... بعض فارسی کتب مولانا فقیر اللہ دھرم کوٹی سے پڑھیں...... بہت سی کتب مولانا نور احمد چشتی اور مولانا جان محمد چشتی سے پڑھیں اور جلد ہی آپ کی جودت طبع کی وجہ سے ہم سبقوں پر سبقت مشہور ہوگئی..... آپ نے شعر گوئی میں بھی اس حد تک کمال پیدا کر لیا کہ فی البدیہہ اشعار کہتے ..... چونکہ آپ کے اجداد کرام فنِ طب میں مہارت رکھتے تھے، یہی وجہ کہ آپ نے اس طرف رجوع کیا.....فن طب کی کتابیں ''سرآمدِ حکماء'' حافظ محمد رضا سے پڑھیں۔

حضرت امام علی شاہ نے سولہ برس کی عمر میں اپنے استاد مولانا جان محمد چشتی کے ہمراہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضری دی یہاں ایک منجم نے پیش گوئی کی:۔

> ''آپ کے ہی رشتے داروں میں ایک سن رسیدہ بزرگ سے آپ کو بہت ہی زیادہ فائدہ پہنچے گا۔''

اس وقت حضرت امام علی شاہ کو یقین ہوگیا کہ یہ پیر بزرگ حضرت شاہ حسین ہی ہیں کیونکہ آپ حضرت امام علی شاہ صاحب کے جدی رشتہ دار ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام علی شاہ نے نہایت ہی اخلاص کے ساتھ بیعت کی درخواست کی پہلی بار استخارے کا اشارہ فرمایا، کچھ دن گذر جانے کے بعد جب دوسری بار عرض کیا تو فرمایا کہ اب استخارے کی ضرورت نہیں اور شرف بیعت سے مشرف فرمایا.....ریاضت، مجاہدات کے بعد آپ سے فرمایا:۔

> ''صفوت وقدسِ جبریل، خلتِ ابراہیم، شوقِ موسیٰ، طہارتِ عیسیٰ اور محبتِ مصطفیٰ (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین) اگر تجھ کو دیں تو خبردار اس پر راضی نہ ہونا اور اس سے زیادہ کی آرزو کرنا کہ اس سے زیادہ بہت کچھ ہے۔ صاحبِ ہمت بنے رہو اور سرِ ہمت کبھی نیچا نہ کرو۔''

حضرت شاہ حسین کی نظر فیض گستر نے وہ کچھ دیا کہ بہت کم لوگوں کو دیا ہوگا۔ اور وہ کچھ عطا کیا جو بہت کم لوگوں کو عطا ہوا ہوگا۔ آپ اپنے پیر کامل کے آئینہ جمال بن گئے بلکہ خود پیر کامل بن گئے۔

علم وعمل، اتباع واستقامت، تربیت وتسلیکِ مریدین ناقصوں کی تکمیل، فقراء وغرباء پر شفقت ومہربانی، حسن خلق، تواضع ومسکنت، عفوودرگزر، چشم پوشی وشفقت، ایثاروانعام، اکرام واحسان وعفت، زہد وورع وتقویٰ، طاعت وعبادت وعبودیت، جوع وفاقہ، تحمل وبردباری، خشوع وخضوع، حلم ورضا، صدق وحیا، صبروسکوت، بذل وجودوسخاوت، خشیت وخوف ورضا، ریاضت ومجاہدات، قناعت ومداومت ومعاونت، تجرید وتفرید وتوحید، تہذیب ووقار، مدارات ومواسات، عنایت ورعایت، شفقت وشفاعت، کرم وتفقد، شکروذکروفکر، احتشام واحترام، رقبت وغیرت، عبرت وبصیرت، معرفت وحقیقت، تسلیم وتفویض، توکل وتبتل، یقین وایقان، غناواستغناء...... آپ کی ذات جامع صفات حسنہ تھی۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی وارث اور اپنے شیخ کے رازدار و نائب مناب ہوگئے۔

آپ فرماتے تھے کہ حضرت شاہ حسین کا فیض ہمیشہ جاری رہتا تھا اور جس کو آپ چاہتے اپنی نسبت عالیہ کے انوار میں غرق کر دیتے۔ بیعت ہونے کے بعد اگرچہ حضرت شاہ حسین نے بہت سے انعام واکرام سے نوازا لیکن اس کے باوجود میرا ذہن اسی سوچ میں رہتا کہ کب وہ وقت خاص آئے اور میں مستفیض ہوں یہاں تک کہ پندرہ سال کے بعد پھر وہ وقت آیا اور قصبہ کھوڑہ کے سفر میں اس وقت خاص کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا جس کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا۔ آپ نے فرمایا۔

> ''اے بیٹے! یہ حقیقتِ اولیاء اور نسبتِ گرامی جو آج رات تجھ کو ملی ہے، دن بدن بلند ہوتی جائے گی اور ترقی کرتی جائے گی اور اس بھید کی باریکیاں تم پر ظاہر ہوتی جائیں گی۔''

اس کے بعد حضرت امام علی شاہ سے فرمایا ''امامت کرو'' اور حضرت شاہ حسین نے ان کے پیچھے خود نماز پڑھی نماز کے بعد آپ نے حضرت امام علی شاہ کو سامنے بٹھا کر مراقبہ فرمایا، مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اکابر کی روحانیت کی تربیت سے تمہارا کام انجام کو پہنچا۔ آج رات میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں کہ جو امانت تمہارے سپرد کی گئی ہے اس کو طالبان حق تک پہنچاؤ۔''

خلافت سے نوازنے کے بعد حضرت شاہ حسین دو سال بقید حیات رہے۔ اس دوران حصرت امام علی آپ کی صحبت کو کبریت احمر سمجھتے ہوئے مسند ارشاد پر نہیں بیٹھے اور ہمیشہ آپ کی صحبت ہی میں رہے یہاں تک کہ حضرت شاہِ حسین وصال فرما گئے۔

ایک دن میں مراقبہ میں تھا۔ اچانک جب میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ حسین میرے سامنے کھڑے ہیں میں تعظیماً کھڑا ہوگیا۔ آپ نے مجھے مخاطب فرمایا اور طریقۂ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت کے بارے میں تاکید فرمائی اسی وقت دو اشخاص کے بارے میں حکم فرمایا ان کو تلقین کرو اور اس دوران آپ نے ایسی نسبت القا فرمائی کہ میں بے خود ہوگیا اور مجھے یہ خبر بھی نہ رہی کہ آپ کس طرف چلے گئے جب میں وہاں سے مکان شریف لوٹا تو وہ دو اشخاص جو میرے سامنے پیش کیے گئے تھے، میرے پاس آئے اور کہا کہ حضرت شاہ حسین خواب میں آئے اور ہماری تلقین وتربیت آپ کے سپرد فرمائی۔ ایسی صورت میں جب کہ میں نے ان کے کواب کو اپنی واردات کے مطابق پایا تو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ رہا۔ حضرت شاہ حسین کی ارشاد کی برکت سے جب میں نے مریدین کی طرف توجہ کی تو میں نے محسوس کیا کہ فیض کا ایک سیلاب میرے دل میں امنڈ رہا ہے۔

جب آپ اکابرِ حضرات نقشبندیہ کی مسندِ خلافت پر رونق افروز ہوئے اور آپ نے سلسلۂ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت شروع کی تو تھوڑے ہی عرصے میں آپ کا شہرہ سارے عالم میں پھیل گیا اور مختلف مقامات سے علماء وصلحاء آنے لگے۔ آپ نے بعض سالکوں کو چالیس سال اور بعضوں کو پچاس سال میں راہِ سلوک طے کرائی اور بعض طالبوں کو ان کی اسعداد کی وجہ سے چند روز ہی میں تمام منازل طے کرادیے۔ آپ کے روحانی کمالات کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعات وحقائق سے ہوسکتا ہے۔

ا......رہتاس کے نواح میں ایک شخص کی آرزو تھی کہ ''قطب عالم'' کی زیارت کرلے اور اس سے بیعت ہو چنانچہ اس نے ''صاحب انفاس'' درویشوں سے درخواست کی یہاں تک کہ اس زمانے کے ایک بزرگ نے اس شخص سے فرمایا کہ ایک لاکھ کی تعداد میں یہ وظیفہ پڑھا اور اس کے بعد استخارہ کرو، چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اس کو عالم واقعہ میں آپ کا نام نامی آپ کا حلیہ اور آپ کے مسکن شریف کا اتا پتا بتایا گیا۔ جب دوبارہ استخارہ کیا تو اس مرتبہ حلیۂ مبارکہ مجلس شریف اور خانقاہِ عالیہ کو دکھایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی کسی کو کہتے سُنا کہ ''قطب عالم'' کا مسکن ملک پنجاب میں ہے۔ دوسرے روز سامان سفر تیار کرکے پنجاب کی طرف روانہ ہوا جب اس نے دریائے چناب عبور کیا جس سے پوچھتا وہ آپ ہی کا پتا بتاتا، اس سے اس کو یقین ہوگیا کہ عالم واقعہ میں جس بزرگ کی طرف اشرہ کیا گیا تھا وہ یہی بزرگ ہیں۔ چنانچہ وہ شخص حاضر ہوکر زیارت سے مشرف ہوا۔ اس نے دیکھا کہ شہر شہر اور ملک ملک کے فقہاء علماء اور فقراء جمع ہیں اس نے یہ بھی دیکھا کہ عالم واقعہ میں آپ کا جو حلیۂ مبارکہ دکھایا گیا تھا ہو بہو وہی حلیہ ہے۔ اس شخص نے سارا ماجرا راقم الحروف (مولوی احمد علی دھرم کوٹی) کو سنایا اور راقم الحروف نے حضرت امام علی شاہ صاحب سے بیعت کے لیے عرض کیا۔

۲......مولانا مولوی غلام حسین ہوشیار پوری جو اس زمانے کے اجلّۂ علماء میں تھے اور حضرت غلام علی شاہ دہلوی کے خلیفہ اور مولانا محمد شریف اصفہانی کے شاگرد تھے۔ وہ اتفاقاً قصبۂ دہلو میں آئے جہاں پہلے ہی حضرت امام علی شاہ مقیم تھے۔ اس قصبے کی مسجد مرزایاں میں آپ نے اعتکاف کیا اور یہیں حضرت امام علی شاہ فیض رساں تھے۔ انہوں نے حضرت امام علی شاہ کے فیوض وبرکات اور تاثرات کو دیکھا تو فرمایا:۔

''سچ تو یہ ہے کہ آپ اس زمانے کے مجدد ہیں۔''

۳...... حضرت شاہ صاحب بڈھن شاہ کلانوری (خلیفہ حضرت شاہ حسین علیہ الرحمۃ) فرمایا کرتے تھے:۔

''اس زمانے میں مشرق سے لے کر مغرب تک آپ صراط مستقیم کے ہادی ورہبر ہیں، دوسرے حضرات آپ کے وجود شریف کے وسیلے سے فیض حاصل کرتے ہیں، اگر اس قسم کا صاحب کمالات پیدا ہو جائے تو سارے عالم اور عالم والوں کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ ایک آفتاب ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے۔''

۴...... جب آپ کی مشیخت کا شہرہ اطراف وجوانب میں پھیلا اور لوگوں کو معلوم ہوا کہ مکان شریف میں ایسا آفتاب عالم تاب طلوع ہوا ہے کہ جس پر ایک نظر ڈالتا ہے اس کے ظاہر و باطن کو منور کر دیتا ہے تو لوگ جوق در جوق آپ کی طرف آنے لگے۔ چنانچہ اس زمانے کے جلیل القدر عالم مولانا غلام اللہ لاہوری (جن کو خلیفہ صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) نے جب آپ کا شہرہ سنا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوئے۔ بہت سے حضرات نے عالم واقعہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے اشارے پر حضرت امام علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر نسبت دوامِ حضوری حاصل کی اور مقاماتِ عالیہ پر فائز ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے عالم واقعہ اور عالم یقظہ میں آپ کی صورت شریف دیکھی اور آپ سے توجہ حاصل کی چنانچہ توجہ سے ان کے دل ذاکر ہو گئے اور وہ محبت الٰہی میں منجذب ہو گئے۔ آپ کی صحبت کیمیا اثر کی تاثیرات اور آپ کے حلقۂ متبرکہ کی کیفیات وواردات کا کیا ذکر کروں بعض لوگ آپ کی توجہ کی تاثیر سے مرغ نیم بسمل کی طرح خاک پر لوٹتے تھے، بعض لوگ کمال استغراق کی وجہ سے مست بادۂ بے خودی معلوم ہوتے تھے، بعض لوگ وجد و بے تابی کے غلبے کی وجہ سے آہ و نالہ کرتے تھے، بعض لوگ خود کو فراموش کر کے عالم حیرت میں چلے جاتے تھے اور بعض لوگوں کے سامنے توحید ومعرفت کے اسرار کھلم کھلا نظر آتے تھے، المختصر آپ کی نورانی مجلس شریف میں وہ کیف وسرور حاصل ہوتا جو دنوں یاد رہتا۔

آپ کی خانقاہ شریف اور مسجد شریف میں تقریباً تین سو صوفیاء اور فقراء رہتے اور دور ونزدیک سے طالبانِ طریقت حاضر ہوتے تھے۔ مثلاً بخارا، کابل، بدخشاں، کشمیر اور ہندوستان وغیرہ۔ ان تمام حضرات کے طعام ولباس کا انتظام حضرت امام علی شاہ کی طرف سے ہوتا تھا آپ کا وجود شریف مجدد مِأۃ ثالث عشر تھا (تیرھویں صدی کا مجدد)۔

آپ کا فیض حضور وغیبت میں یکساں تھا۔

مولانا محمد شریف بدخشانی جو کئی سال سے آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ جب تکمیل منازل کے بعد اپنے وطن جانے لگے تو حضرت امام علی شاہ نے رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔

''آپ سے ہماری دوبارہ ملاقات معلوم نہیں ہوتی۔''

اسی طرح بعض دوسرے دوستوں کو لکھا:۔

''فقیر کی عمر ۷۰ رسال کی ہو گئی ہے حدیث میں آیا ہے کہ میری اُمت کی عمریں ۶۰ اور ۷۰ کے درمیان ہوں گی تو معلوم ہوتا ہے کہ میری عمر ۷۰ سے زیادہ نہ ہو گی۔''

۱۵ رشعبان کی رات گزار کر صبح کو مسجد شریف حاضر ہوئے اور اپنے رفقاء اور مریدین سے فرمایا:۔

''اس فقیر کا نام لوحِ حیات سے مٹا دیا گیا ہے۔''

چنانچہ دوسرے ہی دن آپ کے سینے میں درد شروع ہوا اور معلوم ہوا کہ وجع الفواد کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب کو اطلاع دے دی گئی جن کو حضرت نے باہر بھیجا ہوا تھا اسی اثناء میں حضرت کے سینے میں بڑی شدت سے درد ہونے لگا۔ حضرت سید صادق علی شاہ صاحب عالم انتظار میں والدِ ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے صاحبزادے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

''ظاہری صحت کا حال یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ فراق کی ساعت قریب آ گئی ہے۔''

حضرت صاحبزادہ یہ بات سُن کر بہت ہی غم زدہ ہوے۔ جب حضرت امام علی شاہ صاحب نے ان کی پریشانی اور اضطراب کا عالم دیکھا تو آپ نے ازراہِ کرم ارشاد فرمایا:۔

''اللہ کی عادت یہی ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور دوسرے کو اس کی جگہ پر بٹھا دیتا ہے۔ تم کو نہیں معلوم کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت ابوبکر تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت عمر تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت عثمان تشریف لے گئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کی جگہ بیٹھے۔''

یہ سن کر حضرت سید صادق علی شاہ صاحب مضطرب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اندر آپ کی جانشینی کی قابلیت نہیں پاتا۔ حضرت امام علی شاہ صاحب نے فرمایا:۔

''ایسی باتوں سے توبہ کرو خبردار! خبردار! میں نے سب کچھ تم پر نثار کر دیا اور تم سے کوئی چیز اٹھا نہ رکھی، تم کو چاہیے کہ فقیر کے سجادے پر بیٹھ کر عادات وعادات میں سنت کی پیروی کرو کہ مقام محبوبیت اسی سے ملتا ہے۔ اور اہل دنیا اور ارباب ہوا وہوس سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف متوجہ رہو اور اسی کو اپنا کفیل جانو میں نے حق سبحانہ وتعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ جو لوگ تمہارے دامن سے وابستہ ہوں وہ ہمیشہ مقبول ومسرور ہیں۔

کاتب الحروف (مولانا احمد علی دھرم کوٹی) تیس سال تک اس آستانے سے منسلک رہا اور اکثر اوقات سفر وحضر میں آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ حضرت امام علی شاہ اپنی تمام زندگی میں تین بار بیمار ہوے۔ پہلی بار ۵۸/سال کی عمر میں تپ سرفہ کی بیماری لاحق ہوئی جو دو ماہ سے زیادہ عرصے تک رہی۔ بظاہر زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ اسی حالت میں رمضان المبارک آ گیا اور آپ نے پہلا روزہ رکھ لیا رات کو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا:۔

''میرے بیٹے امام اہل مقام تیری عمر زیادہ ہے، غم نہ کر بہت سے طالب تیرے وسیلے سے پستیوں سے نکل کر بلندیوں تک پہنچیں گے۔''

چنانچہ اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصے بعد بیماری زائل ہو گئی اور آپ صحت یاب ہو گئے دوسری بیماری ۶۵/سال کی عمر میں لاحق ہوئی جبکہ آپ دردقولنج کی بیماری میں مبتلا ہوے لیکن ساتویں روز صحت یاب ہو گئے اور تیسری بیماری ۷۰/سال کی عمر میں لاحق ہوئی اور اسی بیماری میں آپ نے جان عزیز جان آفریں کے سپرد کی۔

آپ کا وصال ۱۳/شوال المکرّم (۱۲۸۲ھ) مطابق ۶/مارچ ۱۸۶۶ء کو ہوا۔ ابھی آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ آفتاب طریقت غروب ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مکان شریف ہی میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

چالیسویں کے روز اس خاندان کے سارے منتسبین اور مریدین دور ونزدیک سے جمع ہوے اور حضرت امام علی شاہ کے بڑے بڑے خلفاء کے اتفاق سے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی گئی اور لوگ بیعت ہوے آپ کی توجہ سے انہوں نے اپنے سینوں میں لامتناہی انوار وواردات محسوس ہے۔

حضرت امام علی شاہ کے وصال پر بہت سے حضرات نے قطعات تاریخ وفات تحریر کیے ہیں۔

آپ کے اعاظم خلفاء میں فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ممتاز ہیں۔ آیات القیومیہ کے مصنف مولوی احمد علی دھرم کوئی نے آپ کو ان القاب سے نوازا ہے۔

درامام اہل قربت ونہایت، ہادیٔ طریق درج نہایت دربدایت، مقتدائے ارباب یقین، مجتبائے علماء راسخین، محی سنن نبوی، مخبر احادیث مصطفوی، شیخنا ومولانا محمد مسعود دھلوی مداللہ ظلال افضالہ ونوالہ علی مفارق المستر شدین۔

حضرت مسعود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم وعالم اور عارف وکامل تھے کتاب وسنت کے حقائق وعلوم حل کرنے میں آپ کی شان بہت بلند تھی اور صوفیاء واولیاء کے ملفوظات کی باریکیوں کی شرح کرنے میں آپ کا رتبہ بہت ہی برتر تھا۔ آپ کو راہ ہدایت کے لیے ایسے مرشد کی تلاش ہوئی جو علم وعمل اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال متابعت میں ظاہری وباطنی طور سے آراستہ وپیراستہ ہو چنانچہ اسی تلاش کے دوران جب آپ نے حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتوصیف سنی تو آپ خدمت بابرکت میں حاضر ہوے۔ چونکہ آپ کی روشن پیشانی سے سچی ارادت واعتقاد کے آثار اور رشد وہدایت کے انوار ظاہر تھے بلکہ روشنی سے بھی زیادہ روشن تھے تو حضرت امام علی شاہ صاحب نے بغیر کسی توقف کے اپنے دامن سے وابستہ کرلیا اور ذاکر اسم ذات کی تعلیم فرمائی یہاں تک کہ آپ کے جسم وجان اس ذکر کی لذت محسوس کرنے لگے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب نے مختلف قسم کے الطاف وعنایات سے آپ کو ممتاز فرمایا۔ حضرت امام علی شاہ صاحب کی خانقاہ میں جتنے بھی سالکانِ طریقت آئے ان کے مقابلے میں آپ میں خاکساری وعاجزی، اخلاق وادب اور خدمت گذاری کا جو جذبہ دیکھنے میں آیا ایسا کسی میں نہ دیکھا۔ اسی عاجزی وانکساری سے حضرت امام علی شاہ صاحب کی ظاہری توجہ اس قدر آپ کی طرف تھی کہ دوسرے کسی مرید کی طرف نہ تھی۔ آپ کے رتبے کی انتہا کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ سات ماہ کے اندر اندر سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کی سعادت اور فنا وبقا کی دولت سے بہریاب ہوگئے اور آپ کی تعلیم طریقت اور خلافت سے نواز کر طالبان حقیقت کی تربیت وہدایت کے لیے دہلی رخصت فرمایا۔

آج جب کہ ۱۲۹۲ ہجری ہے آپ دہلی میں جو اکابرِ اولیاء کا قدیم وطن ہے حضرت امام علی شاہ صاحب کے ارشاد کے مطابق طالبوں کی تربیت وہدایت میں مصروف ہیں آپ کے فیض رسانی کے انوار اور فائدہ رسانی کے برکات دن بدن بڑھتے جاتے ہیں اور آپ کی ذات سے بہت سے لوگ ہدایت وتربیت پارہے ہیں اور سالکان طریقت کی دوسری جماعت علوم دینی سے بہرہ ور ہورہی ہے اور سالکان طریقت کی دوسری جماعت آپ کی برکتوں سے بہرہ ور ہورہی ہے آپ کی ذات وبابرکت سے بہت سے خلفاء صاحب وقت صاحب حال بن گئے۔

حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری وباطنی توجہ جو آپ کی طرف تھی وہ کسی مرید وخلیفہ کی طرف نہ تھی آپ کے رتبے کی بلندی کا اسی سے اندزہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عنایت جس انداز سے آپ کی طرف مبذول تھی۔ دوسروں کو دیکھ دیکھ کر اس پر رشک آتا تھا۔ حضرت مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات مجلس شریف میں حاضر رہتے جب آپ مجلس میں ہوتے تو حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عجیب عجیب نکات وکلمات بیان فرماتے۔ ایک روز اہل محفل میں سے کسی کے دل میں یہ بات آئی کہ جب حضرت مسعود شاہ صاحب مجلس میں ہوتے تو حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی ذوق وشوق سے معارف بلند بیان فرماتے ہیں اور دوسرے کسی وقت ایسے معارف بیان نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا:

''غالباً معارف وحقائق کے بیان کرنے میں خود سامع کی برکت بھی شامل حال ہوتی ہے۔'' (آیات القیومیہ، ص۔۳۷۷)

(اضافۂ مرتب):

حضرت فقیہ الہند مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد جامع فتح پوری' دہلی میں ایک عرصے تک امامت وخطابت، درس وتدریس، رشد وہدایت اور فتوی نویسی کے فرائض انجام دیے۔ ۱۰ ر رجب المرجب ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء کو دہلی میں آپ کا وصال ہوا اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ کی درگاہ میں مدفون ہوے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوے، پھر آپ کی وفات کے بعد حضرت فقیہ الہند کے پوتے حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت مولانا محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سجادہ نشین ہوے...... آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ مفتی محمد مشرف احمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوے اور ان کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا حافظ قاری محمد آصف جاہ قائمقام ہوے لیکن حضرت مفتی اعظم کی مسند پر اس وقت آپ کے پوتے مفتی محمد مکرم احمد (ابن حضرت مولانا حافظ قاری محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ) رونق افروز ہیں۔ آپ حضرت مفتیٔ اعظم سے بیعت ہیں۔ ہر چہار سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل ہے۔ امامت وخطابت رشد وہدایت اور فتوی نویسی کے فرائض آپ ہی انجام دے رہے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے فرزند اکبر حضرت علامہ قاری حافظ مفتی محمد مظفر احمد ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر کراچی میں مقیم ہوگئے تھے، آپ متبحر عالم ومفتی تھے، حضرت مولانا محمد رکن الدین شاہ الوری علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔ خلافت واجازت حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ اور حضرت علامہ مفتی محمد محمود الوری سے حاصل تھی۔ اب آپ کے صاحبزادگان آپ کی یادگار ہیں۔ خصوصاً حافظ قاری محمد ظفر احمد صاحب جو آپ کے قائمقام اور جانشین ہیں۔

حضرت مفتی اعظم کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اور مسجد شریف کے خطیب تھے۔

اس وقت حضرت مفتی اعظم کی اولاد میں عالم اسلام کے عظیم محقق، نبہانی العصر، مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کراچی میں رونق افروز ہیں اور آپ کے ذریعے حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی اور دیگر مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ کا فیض جاری وساری ہے۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جانشین امام علی شاہ

حضرت سید صادق علی شاہ مکان شریفی

(شیخ طریقت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی)

☆

حضرت سید محمد صادق علی شاہ صاحب اپنے والد ماجد حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر، جانشین اور صاحب سجادہ تھے، صاحب ''آیات القیومیہ'' نے آپ کو ان القاب سے نوازا ہے۔

> ''صدر مسند ارشاد وہدایت، ہادی طریق درج نہایت در بدایت، سیاح بیدارئے طریقت، غواص دریاِ حقیقت، مظہر صفات ربانی، مورد اخلاق سبحانی، مشکلات مصباح مشکات انوار، مفتاح کنوز اسرا، سلالۃ الکبراء المحققین، وارث علوم الانبیاء، والمرسلین، الداعی الی اللہ سبحانہ الوالی، سیدی سندی حضرت مولوی محمد صادق علی۔ متع اللہ الطالبین بطول بقاۂ مادام الثریا والثریٰ۔''(ص۔۳۴۷)

آپ جامع معقول اور حادی فروع واصول تھے۔ ظاہری اور باطنی نعمتوں کے مرکز اور حسنی اور حسینی خوبیوں کے جامع بچپن ہی سے انوار ولایت اور آثار ہدایت ان کی روشن پیشانی سے ظاہر تھے۔ چونکہ آپ کی والدہ مکرمہ آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئی تھیں۔ اس لیے حضرت امام علی شاہ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ بچپن سے لے کر عنفوان شباب تک ہمیشہ سفر وحضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور کبھی اپنے سے جدا نہ فرماتے۔ آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ فرمائی اپنے خلیفۂ اجل حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے درس حدیث دلوایا۔

جب آپ تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو میدان طریقت میں قدم رکھا اور تمام ہی خوبیوں کو اپنے روحانی کمالات میں گم کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے جمال وکمال کے عاشق ہو گئے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب نے آپ کو قابل اور مستعدِ کامل سمجھ کر آپ کی طرف نظرِ عنایت فرمائی اور بہت سی خدمات پر آپ کو تفویض کیں۔ یہاں تک کہ اپنا خلیفہ اور جانشین بنا دیا اور تمام اصحاب کبار اور خلفاء نامدار سے ان کو ممتاز کر کے خلیفۂ مطلق اور صاحب سجادہ بنا دیا۔ چونکہ سلوک باطن میں نسبت طریقۂ احمدیہ غایت الغایت تک اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور آپ کی توجہات عالیہ سے بلند مقامات ودرجات تک پہنچے اس لیے طالبوں کی تربیت میں آپ کی بڑی شان ہے۔ جس پر لطف کی نظر فرماتے ہیں اس کو ماسوا اللہ سے بیزار کر کے اللہ کا بنا دیتے ہیں، مشائخ کرام میں ظاہری اور باطنی طہارت کے اہتمام میں آپ بے مثل ہیں۔ اخلاق حمیدہ اور صفات مُلکیہ کے حامل ہیں اور مہذب ومؤدب فطرت کے مالک' اولیاء اللہ کے اخلاق وکمالات آپ کی ذات میں مرکوز نظر آتے ہیں۔ کرم وسخاوت، مخلوق پر شفقت اور غریبوں کی اعانت میں تو اپنے والد کے جمال وکمال کی یادگار ہیں۔ جو کچھ بھی فتوحات میّسر آتی ہیں غریبوں اور مسکینوں کو دے دیتے ہیں۔ بس میں کیا لکھوں کہ قلم میں لکھنے کی طاقت نہیں...... صورت وسیرت میں سلف عظام کی یادگار ہیں۔ اپنے سجادے کا پورا پورا پاس ولحاظ رکھتے ہیں۔ ہر دل کے محبوب ومقبول ہیں۔ اور بذل وایثار، کشادہ پیشانی وفراغ دستی، عفو ودرگزر، صبر ورضا، تفویض وتسلیم اور حلم وتدبر میں تو آپ کی نظیر نہیں۔ ''صاحب انفاس'' کاملہ ہیں۔ جس کو جو کچھ کہہ دیتے ہیں ہو بہو وہی ہو جاتا ہے۔

آپ اپنی تمام تر توجہ طالبوں کی تربیت اور قابلوں کی تہذیب میں صرف کرتے ہیں۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد سے کئی سال ہو گئے کہ مسند ارشاد پر بیٹھے ہوئے مخلوق کو حق کی دعوت دے رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ آپ علوم عقلی ونقلی میں وقیع النظر ہیں اور باطنی معاملات میں بھی تیز نگاہ ہیں۔

اپنے طالبوں کی تربیت فرماتے ہیں۔ متابعت سنت اور عمل عزیمت میں ثابت قدم ہیں۔ علوم شریعت میں آپ کا یہ پایہ بہت بلند ہے اور اتباع وعمل میں آپ کا درجہ بہت بڑا ہے۔ باوجود کثرتِ جذبات آپ نے نہ کبھی رقص کیا اور نہ سماع، نہ ابتدا میں نہ انتہا میں نہ بیچ میں نہ آخر میں چونکہ یہ باتیں مقام رخصت کی ہیں اور آپ کا عمل عزیمت پر تھا۔ اسی طرح کبھی آپ نے ذکر جہر نہیں فرمایا اور شطحیات صوفیہ سے بھی راہ سلوک کی ابتداء اور انتہا میں محفوظ رہے۔ آپ کے والد ماجد کی صحبت کی برکت سے آپ پر ایسی ایسی واردات وکیفیات اور حالات ومقامات گزرے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ کسی کان نے سنے اور نہ اس کا خیال ہی کسی انسان کے دل میں گزرا۔ یہ آپ کے تصرفات باطنی میں سے ادنیٰ درجے کا تصرف ہے کہ جب آپ کسی مستعد مرید کے باطن میں تصرف فرماتے تو اس کو عالم بے خودی وبے شعور میں پہنچا دیتے ...... اور رفتہ رفتہ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کی سعادت، فنافی اللہ اور بقابا اللہ کی دولت سے سرفراز فرما دیتے۔ آپ کی صحبت میں بہت سے طالبوں کی حالتیں بدل گئیں اور وہ قرب وحصور وآگہی کے درجات پر فائز ہو کر طریقۂ نقشبندیہ کی تعلیم کی اجازت لے کر لوگوں کی باطنی تربیت میں مصروف ہیں۔

آج جبکہ ۱۲۹۳ ہجری ہے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہیں اور سالکان راہ طریقت کو مستفیض فرما رہے ہیں اور پستیوں سے نکال کر بلندیوں تک لے جا رہے ہیں۔ (ماخوذ آیات القیومیہ، ص ۳۴۸)

(اضافہ):

۲۲ر رجب ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سید میر بارک اللہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے، پھر آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سید محمد مظہر قیوم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت سید محفوظ حسین صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین ہوئے جو بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں اور بھلیر شریف (ضلع شیخوپورہ، پنجاب، پاکستان) میں فیض رساں ہیں۔

حضرت سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے حضرت مولانا مفتی سید غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی عالم وفاضل اور مفتیٔ وقت تھے۔ اپنے والد ماجد سے بیعت تھے اور اجازت وخلافت بھی حاصل تھی، آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید منظور احمد (پنجاب، پاکستان) میں مقیم ہو گئے اور یہیں وصال فرمایا۔ اب آپ کے صاحبزادگان آپ کے قائم مقام ہیں۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنفِ قصیدہ

مولانا نور احمد تخت ہزاری

(خلیفہ سید امام علی شاہ مکان شریفی)

☆

حضرت مولانا نور احمد تخت ہزاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کے خلفاء میں ممتاز ہیں، مولانا علی احمد دھرم کوٹی نے ''آیات القیومیہ'' کے صفحہ ۳۷۳ پر آپ کے مختصر حالات تحریر کرتے ہوئے ان الفاظ سے نوازا ہے۔

''مظہر تجلیات الٰہی، مورد کرامات لامتناہی جامع معقول ومنقول، حادی فروع واصول، مستقیم الاحوال، صاحب وقت وحال، مطلع انوار، حضور سرمد عالم ربانی مولانا نور احمد زاد اللہ انوار قبولہ''

حضرت مولانا نور احمد، حضرت خواجہ (سید امام علی شاہ) کے احباب میں ممتاز اور نامدار خلفاء میں سے ہیں، آپ علوم شریعت تفسیر وحدیث کے ماہر اور علوم باطنی وطریقت کے اسرار ورموز پر بھی کامل دسترس رکھنے والوں میں ہیں...... عالم شباب میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر معرفتِ الٰہی کے حصول کی غرض سے ایسے مرد کامل کی تلاش میں لگ گئے جس کا ظاہر سنت کے زیور سے آراستہ اور باطن غیر اللہ کی محبت سے خالی ہو، یہ زمانہ ۱۲۶۰ھ کا تھا جب حضرت قطب الاقطاب، ابوالبرکات، قیوم العالم حضرت خواجہ (سید امام علی شاہ) کے کمالات اور مقامات کی شہرت ہو چکی تھی، مولانا نور احمد تخت ہزاری سلمہ اللہ الباری نے جب اس مرد خدا شناس کا چرچا سنا تو آپ کے آستانے پر حاضر ہوئے اور پھر شرف بیعت حاصل کر کے ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو رہے...... حضرت خواجہ کی نظر فیض اور تربیت کی بدولت بزرگی اور عظمت حاصل ہوئی بڑے باعظمت حالات ومقامات آپ پر منکشف ہوئے، انہی ایام میں فرط شوق اور جذب محبت میں حضرت خواجہ قدس سرہ کی مدح ومنقبت میں ایک قصیدہ منظوم فرمایا جس میں انوار وحدت کے انکشافات سے اور کثرت میں ذوق وحال کے غلبے کے سبب چند اشعار کہے جو آخر میں اس بابرکت قصیدہ میں سے کچھ بیان کیا جائے گا جو کہ اتفاقاً ایک شخص کے ذریعے ان (حضرت امام علی شاہ) کی نظر پُر فیض سے گزرا، مقبول ہوا اور وہ (مولانا نور احمد) تھوڑے ہی عرصہ میں کمالات سے ہم آغوش ہو گئے اور سعادت الی اللہ وسیر فی اللہ کے سبب ممتاز مقام حاصل ہوا...... اجازت وخلافت سے نوازے گئے پھر اپنے آبائی علاقہ چنیوٹ جا کر (مخلوق کو) فیض پہنچا رہے ہیں اور طالبان کو دعوتِ حق دے رہے ہیں...... چنیوٹ میں آپ کا خوب چرچا ہے اور لوگ جوق در جوق ارادت حاصل کر رہے ہیں، آپ کی توجہ سے بے شمار لوگ متاثر ہو رہے ہیں، اس وقت آپ کی ذات آسمان ولایت کا قمر اور آسمان ہدایت کے قطبین عالمِ حسن شہادت کو فروغ بخشنے والی اور اربابِ طلب قلبی جذبات کو تشفی عطا کرنے والی ہے...... (آیات القیومیہ، ص۔ ۳۷۳)

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ متبرکہ در شان سید امام علی شاہ

معہ ترجمہ

(۱)

حسن لیلی بدیدہ ام کہ مپرس
نیش عشقش کشیدہ ام کہ مپرس

میں نے حسن محبوب (انوار ولایت) کو ایسا دیکھا ہے کہ مت پوچھو اس کے عشق کے تیروں کو جیسا سہا ہے مت پوچھو......

(۲)

از چنٖن حسن او جہان آرای
دہ چہ غافل بہ بودہ ام کہ مپرس

اس کے حسنِ جہاں آراء کی بدولت میں ایسا مدہوش رہا (دنیا سے) ایسا بے خبر رہا کہ مت پوچھو......

(۳)

شیشۂ عافیت شکست تمام
حسن رویش چو دیدہ ام کہ مپرس

میں نے جب سے اس کے چہرے کا حسن وجمال دیکھا ہے شیشۂ عافیت کو ایسا توڑ ڈالا ہے کہ مت پوچھو......

(۴)

او فتادم بچاہ غبغب او
دام عشقش کشیدہ ام کہ مپرس

اس کے زیرلب بننے والے غازہ میں ایسا گرااوراس کی محبت میں ایسا گرفتار ہو چکا ہوں کہ مت پوچھو......

(۵)

گنج حسنش باین دلِ ویران
بچپنان جلوہ دیدہ ام کہ مپرس

اس کے خزانۂ حُسن کو اپنے اس ویران دل میں ایسا جلوہ افروز دیکھا ہے کہ مت پوچھو......

(٦)

بہ یکی جلوہ اش شدم مدہوش
جام عشقش چشیدہ ام کہ مپرس

اس کے ایک ہی جلوے سے مدہوش ہوگیااوراس کی محبت کا ایسا جام پایا کہ مت پوچھو......

(۷)

منغ دل رفت در قفس جعدش
دام زلفش کشیدہ ام کہ مپرس

میں خوف کے مارے اس کی زلفوں کے قید خانے میں گرفتار اور گیسوؤں کا ایسا اسیر ہوا کہ مت پوچھو......

(۸)

چون کشادم نقاب طرۂ او
عالمی را بدیدہ ام کہ مپرس

جب میں نے اس کی پیشانی سے نقاب ہٹایا ایک عالم کو دیکھتا ہو کہ مت پوچھو......

(۹)

از لبِ لعل خسروِ شیرین
سخنانِ شنیدہ ام کہ مپرس

میں نے اس خوبصورت وشیریں کے لعل جیسے ہونٹوں سے ایسی باتیں سُنی ہیں کہ مت پوچھو......

(۱۰)

سینہ بشگافت خنجر عمزنش
تیر مژگانش خوردہ ام کہ مپرس

اس کے اشارۂ چشم نے سینہ چاک کر دیااور پلکوں کے ایسے تیر کھائے ہیں کہ مت پوچھو......

(۱۱)

مولدش ہست گرچہ در چھتر
سکنش لیک دیدہ ام کہ مپرس

وہ اگر چہ (رتر) چھتر کا رہنے والا ہے لیکن اس کا مسکن مت پوچھو کہ میری آنکھیں بھی ہیں......

(۱۲)

بار بستم بناقہ عشقش
تیغ ہجرش کشیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو میں نے اس کے عشق میں سواری پر سامان باندھا ہی تھا کہ جدائی کی تلوار آڑے آ گئی......

(۱۳)

کشتہ ام در فراق او مجنون
لیلیٰ نو کریدہ ام کہ مپرس

میں نے نیا محبوب تلاش کیا مگر مت پوچھو کہ اب اس کی جُدائی میں دیوانہ ہوگیا ہوں......

(۱۴)

در رہِ منزلِ تو ای جانان
رنج و محنت کشیدہ کہ مپرس

اے محبوب تیری طلب کے راستے میں کیسی مشقت اور مصیبت اٹھائی ہے مت پوچھو......

(۱۵)

بنور رہِ عشق منزلِ سیلی
غربہتائ کشیدہ ام کہ مپرس

محبت کے راستے میں مسافرت سے دوچار ٗایسا پردیسی ہوا ہوں کہ مت پوچھو......

(۱۶)

دربلائَ فراقِ و محنت و غم
مبرور خون دیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ رنج ومصیبت اور جدائی کے غم سے آنکھیں لال ہوگئی ہیں......

(۱۷)

در نماز نیاز سیر و سلوک
نواامامی کزندہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے سیر وسلوک کی نمازِ نیاز میں ایک نیا امام چنا ہے......

(۱۸)

سرِ خود را نہادہ ام بدرش
قبلۂ عجب دیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے ایک عجیب قبلہ دیکھا اور اپنا سر اس کے در پر رکھ دیا......

(۱۹)

طوف کردم بگردِ او صد بار
کعبۂ عجب دیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے ایک انوکھا کعبۂ دل دیکھا اور سیکڑوں بار اس کا طواف
کیا......

(۲۰)

اوفتادم بقعر خاک درش
کنج عجبی بدیدہ ام کہ مپرس

میں نے ایسا انوکھا مقام دیکھا کہ مت پوچھو اور اس در کی خاک پر جا پڑا ہوں......

(۲۱)

پس ہجران بتِ چینی
چہ گریبان دریدہ ام کہ مپرس

اس سکون وچین دینے والے محبوب کی جدائی میں ایسا گریبان دریدہ ہوا ہوں کہ
مت پوچھو......

(۲۲)

درپی عشق آہوی ختنی
چہ بیابان دویدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ مشک کی طرح مہکتے اور آفتاب کی طرح چمکنے والے اس عزیز کی
محبت کی خاطر کس طرح بیابانوں کو دیکھا......

(۲۳)

در ہوائَ وصال آن لیلی
ترک لذت بکردہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے اس محبوب سے ملاقات کی خاطر اپنی کتنی لذت وآسائش کو ترک کر دیا......

(۲۴)

درپی ہودج بکہ مستور
بترک اوطان کردہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ ایک پوشیدہ کجاوہ (محمل) کی خاطر میں نے اپنے وطن کو چھوڑا......

(۲۵)

در پس عشق روی آن مہ نو
طعنہ ہائَ شنیدہ ام کہ مپرس

اس ماہ نو کی محبت میں مجھے کیا کیا باتیں سننے کو ملی مت پوچھو......

(۲۶)

درپی دیدن لب شیرین
کوہ ہائَ بکندہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ اس کے لب شیریں کی زیارت کی خاطر میں نے کتنے پہاڑ عبور
کیے......

(۲۷)

درپی عشق دلبرِ زیبا
چہ کدر کوب خوردہ ام کہ مپرس

اس خوبصورت دل رُبا ودلبر کی خاطر کس قدر چوٹ کھائی ہے مت پوچھو......

(۲۸)

من و چون من ہزار در کویش
دست بستہ بدیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ ایک میں ہی کیا اپنے جیسے ہزاروں کو اس کی گلی میں دست بستہ دیکھا......

(۲۹)

همه در سوز و ساز و ناله و درد
عجب بدیده ام شغلی که مپرس

مت پوچھو کہ سبھی کو سوز وساز اور دردِ محبت کے انوکھے انداز میں دیکھا......

(۳۰)

سبق خواندم کنون بمکتب عشق
مفتی عشق دیده ام که مپرس

ایسے مفتی عشق کو دیکھا ہے کہ مت پوچھو، (ایسا لگتا ہے) ابھی تک مکتبِ عشق میں پڑھتا ہوں......

(۳۱)

هر که طفلی بدید این مکتب
جای دیگر ندیده ام که مپرس

جس طالب (حق) نے بھی اس مکتب کو دیکھ لیا وہ پھر کہیں اور نہیں دیکھتا......

(۳۲)

هر که مرغی چشید ان انجیر
غیر ز اینجا ندیده ام که مپرس

مت پوچھو کہ جس پرندے نے بھی اس انجیر کو چکھا اس کو یہاں کے سوا اور کہیں نہ پایا......

(۳۳)

غلغلِ لا اله الا الله
هر طرفها شنیده ام که مپرس

میں کیا بتاؤں کہ وہاں تو ہر طرف لا الہ الا اللہ کی صدائیں سُنی ہیں......

(۳۴)

از جنوب و شمال شرق غروب
نور حق را بدیده ام که مپرس

مت پوچھو کہ شمال تا جنوب اور مشرق سے مغرب تک نورِ حق ہی دیکھا......

(۳۵)

لن ترانی کجا است ای یاران
و هو معکم بدیده ام که مپرس

مت پوچھو اے دوستو کہ ''لن ترانی'' کہاں ہے میں نے تو ''وھو معکم'' کو ساتھ دیکھا ہے......

(۳۶)

طور سینا شده چو سینه من
نو کلامی شنیده ام که مپرس

جو کلام میں نے سنا ہے، مت پوچھو کہ اس نے میرا سینہ طور سینا کی مثل کیوں نہ ہو......

(۳۷)

نغمه های نفختِ من الروحی
از کلامش شنیده ام که مپرس

مت پوچھو کہ اس کے کلام کی بدولت میں نے ناوز انداز کے نغمات سُنے ہیں......

(۳۸)

نقشبند باسم الا الله
مرشد پاک دیده ام که مپرس

اسم الا اللہ کے ساتھ نقشبند کا ایسا مرشد دیکھا کہ مت پوچھو......

(۳۹)

سرمۂ دیدہ اولی الابصار
وہ چہ نوری بدیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ سبحان اللہ ایسا نور میں نے دیکھا ہے کہ آنکھوں کے لیے"اولی الابصار" کا سرمہ......

(۴۰)

شہرۂ حسن اوست در ہمہ ملک
وہ چہ شاہد گزیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے اس محبوب کا انتخاب کیا ہے جس کے حسن ولایت کا چرچا ہر سو ہے......

(۴۱)

حسن افزائے و روی مطلع فجر
وہ چہ شمس بدیدہ ام کہ مپرس

جس کا چہرہ طلوع فجر کی مانند ہے واہ! مت پوچھو کہ میں نے کیسا شمس معرفت دیکھا ہے......

(۴۲)

شاہبازِ مقام او ادنی
وہ چہ عنقا گزیدہ ام کہ مپرس

واہ میں نے کیسا نادر و کمیاب محبوب چنا ہے مت پوچھو کہ اس کی پرواز کے آگے شاہباز کچھ نہیں......

(۴۳)

مومیائے دہِ شکستہ دلان
وہ طبیبی کہ گزیدہ ام کہ مپرس

سبحان اللہ! میں نے کیسے طبیب کا انتخاب کیا ہے مت پوچھو! جو ٹوٹے ہوے دلوں کے لیے مومیا (ایک دوا جو زخموں کے لیے مفید ہوتی ہے) کا درجہ رکھتا ہے......

(۴۴)

مسندِ آرائے کارگاہ الست
وہ چہ غوثی گزیدہ ام کہ مپرس

میں نے کیسا غوث انتخاب کیا ہے، مت پوچھو کہ جو کارخانۂ قدر کو زینت بخشنے والا ہے......

(۴۵)

پُر کن کاسہ تہی دستان
وہ چہ شاہی گزیدہ کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے ایسا بادشاہ پالیا ہے جو تنگ دستوں کی جھولیاں بھر دیتا ہے......

(۴۶)

نقشبندِ نگار خانہ دل
وہ چہ شیخی گزیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے ایسا شیخ کامل پالیا جو دلوں کو (یادالٰہی) سے سجانے والا ہے......

(۴۷)

زینت افزائے باغِ عالم انس
وہ چہ خواجہ گزیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو! میں نے ایسا خواجہ چن لیا جو باغِ انس و محبت کی زینت کو دوبالا کرنے والا ہے......

(۴۸)

نکتہ معرفت ز گلشن راز
وہ چہ رہبر گزیدہ ام کہ مپرس

جوگلشن راز کا اور معرفت کا نکتہ داں ہو،مت پوچھو میں نے ایسے ہی رہبر کا انتخاب کیا ہے......

(۴۹)

طوطی نور باغ مصطفوی
گل حسنین دیدہ ام کہ مپرس

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری خاندان سے ہو، مت پوچھو ایسا گُل حسنین میں نے دیکھا ہے......

(۵۰)

عندلیب ز باغ مرتضوی
جگر زہرہ دیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ علی وفاطمہ زہرہ (رضی اللہ عنہما) کے جگر گوشہ کو میں نے دیکھا ہے......(رضی اللہ عنہما)

(۵۱)

نونہال ز گلشنِ احمد
جان معصوم دیدہ ام کہ مپرس

جوگلشن احمد کی کلی ہے، مت پوچھو ایسی معصوم ہستی کو میں نے دیکھا ہے......

(۵۲)

مورد نص آیت تطہیر
قطب کامل گزیدہ کہ مپرس

مت پوچھو ایسا قطب کامل میں نے چنا ہے جو آیۂ تطہیر کی علامت ہے......

(۵۳)

آیتِ از نصوص خالق پاک
مصحفِ نو گزیدہ ام کہ مپرس

جو خالق کائنات کی واضح نشانی ہے، مت پوچھو ایسی ذات صحیفہ کا میں نے انتخاب کیا......

(۵۴)

پیشوائے صفوف عالم پاک
شبلیٔ وقت دیدہ ام کہ مپرس

جو اہل علم کا پیشوا ہو،مت پوچھو ایسا شبلی وقت میں نے دیکھا ہے......

(۵۵)

گوهری از فصوص حکمت حق
محی دین بدیدہ ام کہ مپرس

جو رب تعالی کی حکت کے موتیوں میں ایک نایاب گوہر ہے' مت پوچھو ایسا محیِ دین میں نے دیکھا ہے......

(۵۶)

زلف آرائی مسند لولاک
وہ چہ پیری گزیدہ ام کہ مپرس

کیسا پیر (کامل) میں نے پایا ہے، مت پوچھو جو مسندِ لولاک کے قریب اور اس کی زینت ہے......

(۵۷)

از نگاہش پرند شد بارِیند
این تماشا بدیدہ ام کہ مپرس

اس کی نگاہ پڑنے سے تم جیسے بھی پرواز کرنے لگے مت پوچھو ایسا تماشا میں نے دیکھا ہے......

(۵۸)

از نگاہش سعید کشت شقی
این عجائب بدیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو میں نے ایسے عجائبات دیکھے کہ اس کی نظر پڑجانے سے شقی لوگ باسعادت بن گئے......

(۵۹)

مرہم ریش ہائی خستہ دلان
وہ چہ معجون دیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو میں نے ایسی شفا دینے والی ذات کو دیکھا جو زخمی دلوں کا مرہم ہے......

(۶۰)

قرب اوست برتر و بالا
شہسوار می گزیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو میں نے ایسے شہسوارِ (ولایت) کو دیکھا ہے کہ ہر پست و بلند مقام کو اس کا قرب حاصل ہے......

(۶۱)

بحر بخشائیش چہ می گویم
ہیچ کانی ندیدہ ام کہ مپرش

میں کیا بتاؤں کہ وہ عنایات و کرم نوازی کا ایسا سمندر ہے کہ میں نے اس سا صاحب معدن نہیں دیکھا......

(۶۲)

کیسہ دارم تہی و کاسہ پر
چونکہ موجش شنیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میری (خواہشوں کی) تھیلی خالی اور کاسہ بھرا ہوا ہے کیونکہ میں نے اس کی (معرفت کی) موجوں کی آواز سنی ہے......

(۶۳)

سجده کر دم بصد نیاز آنجا
مسجد خوب دیده ام که مپرس

میں نے اتنی خوب صورت مسجد دیکھی کہ مت پوچھو اور وہاں سعادت کے ساتھ سجدہ کرلیا......

(۶۴)

که تو خواهی شراب وحدت را
در خمش های دیده ام که مپرس

اگر تو شربت وحدت کا جام چاہتا ہے (تو آ) اس کے ساغر کو میں دیکھ چکا ہوں، مت پوچھو!

(۶۵)

بعد تک و دو که کرده ام شب و روز
بمکانی رسیده ام که مپرس

مت پوچھو کہ شب و روز کی بھاگ دوڑ اور جستجو کے بعد میں ایسے مقامِ (قرب) پر پہنچا ہوں......

(۶۶)

در پی عشق دوستان سلیم
یک جهانی بدیده ام که مپرس

طبع سلیم رکھنے والے احباب کی محبت میں ایک جہان (نو) دیکھ چکا ہوں......

(۶۷)

بذر طریق ادب تواضع و عجز
بمقامی رسیده ام که مپرس

کیا بتاوں کہ عجز و انکساری اور تواضع و آداب کے ذریعے ہی میں اس منزل تک پہنچا ہوں......

(۶۸)

من بوقتِ سحر ز هاتف غیب
مژده های شنیده ام که مپرس

میں نے بوقت سحر ہاتف غیبی سے ایسی ایسی خوش خبریاں سُنی ہیں کہ مت پوچھو......

(۶۹)

دوش با گوش خود ز پیرمغان
پس بشارت شنیده ام که مپرس

کیا بتاؤں کہ میں نے پیر مخدوم سے خود اپنے کانوں سے بہت ساری بشارتیں سنی ہیں---

(۷۰)

آنچه درمن بریخت از اسرار
از دلِ خود شنیده ام که مپرس

اسرار و رموز کے ذریعے جو کچھ میرے دل میں ڈالا گیا مت پوچھو کہ میرے دل میں بھی وہی تھا......

(۷۱)

گرنویسم ز شرح او طومار
شمۂ زائچه دیده ام که مپرس

میں نے جس طرح اس شمع (معرفت) کو دیکھا ہے اگر اس کی شرح لکھوں تو مت پوچھو کہ ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے......

(۷۲)

میکشایم نقاب دریچه ذلیک ها
حاسدانرا بدیده ام که مپرس

اگر میں چاہوں تو اس کے مقامات سے پردہ اٹھادوں مگر میں نے ایسے حاسدوں کو دیکھا ہے کہ مت پوچھو......

(۷۳)

مہر کردم بگنج آن اسرار
مستمع را شنیدہ ام کہ مپرس

میں کیا بتاؤں کہ جس نے کان لگا کر ان کی بات کو سنا وہ آہستہ آہستہ عرفان کا ماہر ہو گیا---

(۷۴)

با تو گوئیم از ان دلیکہ
ہنوز چشم بد را بدیدہ کہ مپرس

میں چاہوں تو تمہیں ان اسرار کے متعلق بادوں لیکن میں بُری نگاہوں کو دیکھتا ہوں......

(۷۵)

گرچہ ہستم ز معصیت پر بار
حکم لاتقنطو شنیدہ ام کہ مپرس

اگر چہ میرے گناہوں کا بوجھ بہت بھاری ہے لیکن ''حکم الاتقنطو'' کو میں نے سنا ہے......

(۷۶)

گرچہ دارم گنہ ز سر تا پا
ز مغفرت را شنیدہ ام کہ مپرس

اگر میں سر سے پاؤں تک گنہ گار ہوں لیکن میں نے مغفرت کے بارے میں بھی سُنا ہے......

(۷۷)

دستگیرا تو دستگیری کن
یار یاری بدیدہ ام کہ مپرس

اے مدد فرمانے والے آقا تو میری مدد کر، مت پوچھ کہ دوستوں کو میں نے دیکھ لیا......

(۷۸)

گر بگویم ز وصف تو صد سال
انتہائی ندیدہ ام کہ مپرس

اگر تیرے اوصاف وکمالات کو سو سال تک بیان کروں مت پوچھ تو بھی ختم نہ ہوں......

(۷۹)

بر سر جبیہ تو نبشتہ زر
این دو مصراع دیدہ ام کہ مپرس

تیری پیشانی پر یہ دو مصرعے سونے سے لکھے ہوئے دیکھے ہیں کیا بتاؤں، مت پوچھ......

(۸۰)

ہر کہ دید این مقام عنبر بار
حب و طنش ندیدہ ام کہ مپرس

کیا بتاؤں جس کسی نے اس مقام عنبر بار کو دیکھ لیا اس میں پھر کبھی حب وطن میں نے نہیں دیکھی......

(۸۱)

مولوی بس کن وملامت وزجر
سبق عشق نخواندہ ام کہ مپرس

کیا بتاؤں مولوی بس کر تیرے لیے ملامت ہے کیونکہ تو نے عشق کے علاوہ کچھ نہ دیکھا......

(۸۲)

در دل صاف شیشۂ مرشد
نور احمد ہر بدیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ میں نے مرشد کریم کے قلب اطہر میں نور احمد کو دیکھا ہے......

(۸۳)

در ہوائ وصال نور احمد
چہ مشقت کشیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ نور احمدی کی تمنا میں کیسی کیسی مشکلات سہی ہیں......

(۸۴)

این غزل راز وحی علم غیب
نصف امشب شنیدہ کہ مپرس

مت پوچھو کہ اس قصیدہ کو میں نے آج رات ہاتفِ غیبی سے سنا ہے......

(۸۵)

این قصیدہ ہر انچہ بنوشتم
ہیچ افزون نگفتہ ام کہ مپرس

اس قصیدے میں جو کچھ بھی میں نے لکھا ہے مت پوچھو کہ اس میں ذرا سا بھی مبالغہ نہیں......

(۸۶)

این نہ شعرست از خراف چند
بلکہ از حق شنیدہ ام کہ مپرس

یہ قصیدہ یونہی فضول اشعار نہیں، مت پوچھو کہ ان کو حق سے میں نے سنا ہے......

(۸۷)

با قلم زر بلوح دل بنویس
مثل این را ندیدہ ام کہ مپرس

کیا بتاوں کہ سونے کے قلم سے دل کی لوح پر تحریر کر کیوں کہ میں نے اس جیسا (قصیدہ) نہیں دیکھا......

(۸۸)

در دلِ صدق ورو کن شب و روز
زو عجائب شنیدہ ام کہ مپرس

دن رات صدق دل سے اسے ورد کر کیونکہ اس کے بارے میں جو عجائبات میں نے سُنے ہیں، مت پوچھ......

(۸۹)

لہک باید کہ در عمل آری
حال بیعمل دیدہ ام کہ مپرس

اس پر عمل کرو کیونکہ بے عمل لوگوں کا جو حال ہے میں نے دیکھا ہے، مت پوچھو!......

☆......☆......☆

کتابیات

☆

(۱) قرآن کریم (کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن) لاہور
(۲) اقبال احمد اختر القادری، مفتی اعظم، مطبوعہ کراچی
(۳) امام علی شاہ مکان شریفی' سید' مکتوبات قطب ربانی (فارسی) مرتبہ، محمد فضل نعیم، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء
(۴) جاوید اقبال مظہری، عطائے ربانی، کراچی
(۵) جہانگیر اللغات، لاہور
(۶) فیروز الدین رازی، پروفیسر، فرہنگ نامہ جدید (فارسی) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء
(۷) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، ماہ و انجم، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء
(۸) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، تذکرہ مظہر مسعود، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۹ء
(۹) محمد رفیع، مولانا، فرہنگ فارسی، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۰ء
(۱۰) محمد ظفر اللہ خاں، شجرۂ انساب پیران طریقہ نقشبندیہ مجددیہ (خاندان جناب سید امام علی شاہ) مطبوعہ مطبع آئینہ سکندری ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء بحوالہ ماہ و انجم
(۱۱) مرأۃ المحققین (قلمی حاشیہ) مکتوبہ مولانا منظور احمد مکان شریفی' مطبوعہ لاہور' ص۔ ۴۰
(۱۲) نور احمد تخت ہزاری، مولانا، آیات القیومیہ (قلمی مخطوط) ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۶ء مخزونہ، کتب خانہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد' کراچی

الحمد لله که این مجموعه [illegible] کتاب آیات [illegible] [illegible] حضرت سرور انبیا صلی الله علیه وسلم [illegible] اولیا

در سال [illegible] و صد [illegible] هجری با تمام رسید و مقصود [illegible] اختتام [illegible]

هرچند که جمع این آیات [illegible] [illegible] که هر یک گوهریست نایاب و دریست ناسفته و هر لطیفه از مشکوة نبوت

و هر [illegible] از زبده ولایت [illegible] [illegible] و [illegible] لیکن ببرکت ذکر اخلاق

و بیان مقامات و احوال کرام [illegible] که بقدم صدق راه بادیه طلب را سپرده اند و در طلب [illegible] عزت

روزگار جوانی [illegible] در باخته اند [illegible] مطلوب برده اند ازین دولت [illegible] و نعمت [illegible] حاصل شد امید که برکت

این آیات [illegible] حضرت قیوم العالم حضرت خواجه [illegible] [illegible]

[illegible] کرده چون این [illegible] [illegible] [illegible] و [illegible]

سالکان [illegible] [illegible] [illegible] دست صدق و ارادت بدامان مرحمت [illegible]

خواجگان [illegible] [illegible] [illegible] اوقات خود را [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] کتاب آیات القیومیه [illegible] [illegible] امید [illegible]

[illegible] دوستان و محبان [illegible] [illegible] و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و صلی الله تعالی

علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین [illegible]

(عکس مخطوطة آیات القیومیه)

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۶/۲، ۵۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون 92-21-6614747

۲۔ ضیاءالاسلام پبلی کیشنز۔ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ محمد عارف وعبدالراشد مسعودی۔اسٹاکسٹ ادارۂ مسعودیہ کراچی شاپ نمبر B-2 سرنج منزل امام بارگاہ اسٹریٹ نزد کچھی میمن مسجد بالمقابل گلف ہوٹل صدر کراچی، پاکستان۔فون نمبر: 021-5217281

موبائل: 0320-5032405

۴۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی نزد فرقان آباد، کراچی نمبر ۵، فون: 4910584-4926110

۵۔ ضیاءالقرآن۔ 14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2630411-2210212

۶۔ فرید بک اسٹال، ۳۸۔اردو بازار لاہور فون نمبر۔ 042 7224899

۷۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم۔

کڈہالہ (مجاہدہ آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

۸۔ گلوبل اسلامک مشن 355 والنٹ اسٹریٹ سویٹ ۲ یونکرس، نیویارک 10701،

P.O.Box:1515 ٹیلیفون: 1705-709(914) فیکس: 1593-709(914)

۹۔ جناب منیر حسین مسعودی، 46 ہولی لین، سمیتھوک، ویسٹ مڈلینڈز B66 7JD، انگلینڈ، U.K.۔